روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 30 جنوری 2015ء 9 ربیع الثانی 1436 ہجری 30 صلح 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 26

مایوس نہ ہو

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

''محبت ایک خاص حق اللہ جلشانہٗ کا ہے۔ جو شخص اس کا حق دوسرے کو دے گا وہ تباہ ہوگا۔ تمام برکتیں جو مردانِ خدا کو ملتی ہیں، تمام قبولیتیں جو اُن کو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز روزہ سے ملتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں۔ اُسی کے ہو جاتے ہیں، اُسی کے ہو رہتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اس کی راہ میں قربان کرتے ہیں...... ہمیشہ سے میرا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ غیر سے مستقل محبت کرنا کہ جس سے للّٰہی محبت باہر ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست، کوئی ہو ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے۔ جس سے اگر شفقت و رحمت الٰہی تدارک نہ کرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔'' (مکتوبات احمد جلد دوم، ص 539)

''مومن کا دنیا اور نفس کو چھوڑنا ایک خارق عادت امر ہے۔ وہ تبدیلی جو خدا تعالیٰ اس میں پیدا کرتا ہے۔ وہ مومن کو قوت دیتی ہے۔ ورنہ ہر ایک شخص فانی لذت کا طالب اور شیطانی خیال اس پر غالب ہے۔ مومن پر شیطان غالب نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کر چکا ہے۔ شیطان پر وہی فتح پاتا ہے جو بیعت الموت کرے۔'' (مکتوبات احمد جلد دوم، ص 571)

''بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اور وحی میں ضروری نہیں ہوتا کہ الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ بلکہ بعض وحیوں میں صرف نبی کے دل میں معانی ڈالے جاتے ہیں اور الفاظ نبی کے ہوتے ہیں۔ اور تمام پہلی وحیں اسی طور کی ہیں۔ مگر قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ پہلی وحیوں کے معانی بھی معجزہ کے حکم میں تھے۔ مگر قرآن شریف معانی اور الفاظ دونوں کی رو سے معجزہ ہے۔ اور توراۃ میں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ دونوں کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔''

(مکتوبات احمد جلد دوم، ص 617)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہوگیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیّر دوستوں کو تحریک کر کے آٹے کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً 500 فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل 25 لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیّر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

مشعل راہ

اپنے مال کی بجائے خدا پر اعتماد کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اور زُہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کرلے اور اپنے مال کو برباد کردے (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے) بلکہ زُہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو۔ (جامع ترمذی)

مال ہو بھی تو یہ نہ سمجھو کہ مال ہمارے پاس ہے ہم سب کچھ کر سکتے ہیں یا اب ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوسکتا یا اب ہم کوئی چیز بن گئے ہیں بلکہ نیت ہمیشہ نیک رہنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکتے رہنا چاہئے اور جھکے رہنا چاہئے اور اسی پر توکل ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر اور ثواب ملنے والا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔ اب کبھی مشکلات آتی ہیں تو پھر چیخنے چلّانے یا مایوس ہونے کی بجائے یا خدا تعالیٰ کا انکار کرنے کی بجائے (بعض لوگ اس صدمے میں نمازیں بھی پڑھنی چھوڑ دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس امتحان میں سے ہر ایک کو سرخرو ہو کر نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے آگے ہر انسان جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتا رہے تو دیکھتے ہیں کہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کتنے بے انتہا فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی بلکہ آئندہ نسلوں میں بھی وہ فضل ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کے حضور اور زیادہ جھکتے ہوئے اس سے مدد چاہنی چاہئے اور اس کی عبادات کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا (یعنی اگر کوئی روپیہ اس سے نکلے گا نہیں تو اس میں آئے گا بھی نہیں)۔ (اس لئے) جتنی طاقت ہے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریص علی الصدقۃ)

الحمدللہ کہ اس طرح دل کھول کر خرچ کرنے کے نظارے جماعت میں بے شمار نظر آتے ہیں۔ اب خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر میں نے سو (بیوت) کی تعمیر میں سستی جو عموماً جماعت میں نظر آ رہی ہے، خدام الاحمدیہ کو صرف توجہ دلائی تھی، عمومی طور پر جماعت کو بھی میں نے یہی کہنا تھا کہ اس طرف توجہ دیں۔ تو اگلے روز ہی خدام الاحمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے اپنے وعدے اور وصولی کے لئے ایک ملین یورو (Euro) کا، دوسری دنیا میں ہمارے ملکوں میں سمجھ نہیں آتی اس لئے 10 لاکھ یورو (Euro) کا وعدہ کر دیا اور پہلے جبکہ یہ وعدہ ڈھائی لاکھ یورو کا تھا۔ اور ابھی جو انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ تقریباً جو پہلا وعدہ تھا اتنی تو اب ایک ہفتے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصولی بھی ہو چکی ہے۔ دل کھول کر چندے دینے کے اور روپوؤں کی تھیلیوں کو کھول کر رکھنے کے یہ نظارے ہمیں جماعت میں بے انتہا نظر آتے ہیں۔ بلکہ ایک مخلص نے تو یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ زمین کی خرید سمیت ایک (بیت الذکر) کا مکمل خرچ ادا کریں گے۔

(روزنامہ الفضل 24۔اگست 2004ء)

عظیم ہستیوں میں سرفہرست

میری ڈِتھ ٹاؤن سینڈ (Meredith Townsend) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

“ In the whole compass of knowledge, looking down the stately line of figures whose mere names serve as the best landmarks of human history, there is not one whose life bettter deserves to be known, to become, as some of Shakespeare's characters have become, an integral part of thought rather than a subject of thought, than, that of the Great Arabian. That a man's opinions should circulate widely, survive himself, and help to modify human action for ages after he is forgotten, is, though a wonderful, not an infrequent, phenomenon. That a man obscure in all but birth, brought up among an unlettered race, with no learning and no material resources, should by sheer force of genius extinguish idolatry through a hundred tribes, unite them into one vast aggressive movement, and, dying, leave to men who were not his children the mastery of the Oriental world...... ...... But that a man of this kind, living humbly among his equals, should stamp upon their minds the conviction that he whom they saw eat, and drink, and sleep, and commit blunders, was the vicegerent of the Almighty; that his system should survive himself for twelve centuries as a living missionary force; that it should not merely influence but utterly remould one-fourth of the human race.”

(Mahommed "The Great Arabian" by Meredith Townsend.
London: Constable and Company Ltd. 1912; page 17-18.)

ترجمہ:

علم کی تمام حدود میں جب ہم ان تمام عظیم ہستیوں کی قطار پر نظر ڈالتے ہیں جن کے نام ہی انسانی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں تو ہمیں اس عظیم عرب (ﷺ) سے زیادہ کوئی اس بات کے قابل نظر نہیں آتا کہ اس کی ذات کو پہچانا جائے اور جانا جائے اور وہ فکر کا موضوع بننے کے بجائے انسانی سوچ کا ایک اٹوٹ حصہ بن جائے، جیسا کہ شیکسپیئر کے بعض کردار بن گئے ہیں۔ کسی انسان کے تصورات اتنی وسعت سے پھیل جائیں اور ایک لمبے عرصہ بعد تک، جب اس کی ذات (تاریخ کے اوراق میں) محو ہو چکی ہو، وہ انسانی افعال کو بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ایک حیرت انگیز واقعہ ہے اور ایسا واقعہ نہیں کہ ہر کچھ عرصہ بعد دوبارہ ہو جائے۔ یہ واقعہ کہ ایک ایسا انسان جو گمنامی کی حالت میں پیدا ہوا ہو، ایک اَن پڑھ معاشرے میں پروان چڑھا ہو، اس کی کوئی تعلیم نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس کوئی مادی وسائل ہوں وہ صرف اور صرف اپنی ذہانت کے بل پر ایک سو قبیلوں میں سے بت پرستی کو نابود کر ڈالے اور انہیں ایک بہت بڑی اور زور دار تحریک کی صورت میں یکجا کر دے اور اس طرح فوت ہو کہ ایک ایسے لوگوں کو، جو اس کی اولاد بھی نہیں تھے، ساری مشرقی دنیا کی طاقتور بادشاہت دے جائے...... بلکہ (یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ) اس طرح کا کوئی آدمی، جو نہایت عاجزی سے اپنے ہم مرتبہ لوگوں میں رہتا ہو، وہ اپنے لوگوں کے ذہن میں اس بات کی خوب گہری چھاپ چھوڑ جائے کہ ایک ایسا شخص جسے انہوں نے اپنی طرح کھاتے ہوئے دیکھا اور پیتے ہوئے اور سوتے ہوئے اور بعض اوقات خطاء کرتے ہوئے بھی، وہ خدائے ذوالجلال کا نائب ہے۔ اور یہ کہ آپؐ کے بنائے ہوئے نظام نے آپؐ کو بارہ صدیوں تک ایک زندہ تبلیغی طاقت کے طور پر زندہ رکھا اور نہ صرف یہ کہ (دنیا کے ایک بڑے حصہ پر) اثر انداز ہوئے بلکہ ایک چوتھائی نسل انسانی کو بالکل اپنے سانچے میں ڈھال لیا۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

تبرکات

تقریر جلسہ سالانہ 1958ء

قرآن خدا کا قول، سنت رسولؐ کا فعل اور حدیث سنت کیلئے ایک تائیدی گواہ ہے

قرآن مجید کی روشنی میں مقام سنت وحدیث

یہ رسولؐ جو عطا کرے جو حکم دے ان پر کاربند ہو جاؤ اور جن سے منع کرے اس سے رک جاؤ

قسط دوم آخر

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب

سنت اور حدیث میں فرق

سنت اور حدیث میں کھلا کھلا فرق صرف حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے۔ اور اپنی شان حکمیت ظاہر کرتے ہوئے ایسا قطعی محاکمہ فرمایا ہے جو موجودہ تمام ذہنی الجھنوں کو دور کر دیتا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود کے یہ دو مفصل حوالے سنت اور حدیث کے مقام کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں۔ جو آپ نے رسالہ ریویو بر مباحثہ بٹالوی اور چکڑالوی میں نیز رسالہ کشتی نوح میں تحریر فرمائے ہیں۔ اس لئے میں انہیں اس جگہ پیش کرتا ہوں۔

’’اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی۔ فریق اول ...... اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو ردّی اور لغو سمجھا جائے۔ لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں۔ جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے۔ اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور حدیث کے قصہ کو ان قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں۔ اور یہ صریح غلطی اور جادہ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جلشانہ، قرآن شریف میں فرماتا ہے (۔) یعنی خدا اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے۔ صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض او رمخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اس کو رد کر دو اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے۔ اور وہ یہ کہ خداتعالیٰ آیت ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس امت پر آنیوالا ہے کہ جب بعض افراد اس امت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کریں گے جن کے بیان کردہ بیان قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے۔ غرض یہ فرقہ اہلحدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے۔ مگر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدیں۔ اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے بیانات کتاب اللہ سے مخالف ہیں۔ یا تو چھوڑ دیں اور یا ان کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف ...... نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور پر قرآن شریف کا ہی انکار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ (۔) پس جب کہ خداتعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونوں کے دریافت کے لئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے۔ یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے۔ جس نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن ان کے سامنے ایک مستغیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے ایسی تقریر سے بیشک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جب کہ حدیثیں سو ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے خالی نہیں ہیں اور بایں ہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور ان میں قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی کے فتوؤں کے واجب العمل نہیں اور متروک ومہجور ہے۔ اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں۔ جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں۔ کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دو رخ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے۔ گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔

اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کے لئے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ (مومنوں) کے ہاتھ میں (دینی) ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں۔

1۔ قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

2۔ دوسری سنت اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنت الگ چیز۔

سنت سے مراد ہماری طرف آنحضرت کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے۔ اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خداتعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے۔ اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں۔

3۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہمارے وہ آثار ہیں جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت سے قریباً ڈیڑھ سو سال بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے۔ جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے۔ جس کو آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجے پر ہے اور جس طرح آنحضرت قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کیلئے حکم ہوا۔ تو آنحضرت نے خداتعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کیلئے یہ یہ رکعات ہیں ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جواب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود ومحسوس ہے اس کا نام سنت ہے لیکن حدیث کو آنحضرتؐ نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کو جمع کرنے کے لئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابوبکرؓ نے جمع کی تھیں۔ لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا سماع بلاواسطہ نہیں ہے۔ خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گزر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہئے۔ تب حدیثیں جمع ہوئیں اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیز گار تھے انہوں نے جہاں تک ان کی طاقتیں تھیں حدیثوں کی تنقید کی ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت

کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی۔ اس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہے بایں ہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں۔ بلکہ ان حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا۔ جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا۔ لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں۔ جیسا کہ اسلام کے محدثین نے تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے۔ کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض (۔) ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا۔ گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے۔ ان میں سے سچے فرقے کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا (۔) چاہئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسر وچشم قبول کیا جاوے یہی صراط مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت اور نادان وہ شخص ہے۔ جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہدایت کے سرچشمے

حضرت مسیح موعود کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں۔ کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے............ دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو (۔) دیا گیا ہے سنت ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔

یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی۔ مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا قرآن کو نازل کر کے مخلوق کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کرنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں۔ اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال وحرام سے واقف نہ تھے۔

ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا۔ مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے۔ قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہوسکتی۔ صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے۔ قرآن اور سنت نے اصل کام کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے قاضی ہو سکتی ہے۔ قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام ونشان نہ تھا۔ یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے۔ البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے۔ اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں۔ بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے۔ اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن وسنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن وسنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے۔ یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کرے گا۔ کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں۔ بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو۔ بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کی فکر کرو۔ شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور اسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو۔ ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں۔ پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اس کا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو ردّ کر دو جس کا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر (دین) کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے۔ پس اس صورت میں تم (دین) کے دشمن ٹھہرو گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احداً (الجن:28,27) (۔) پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے؟ کیا ایسے موقع پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کھائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے (دین) میں فتنہ ڈالا ہے۔ ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے۔ کوئی آمین بالجہر کہتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے، کوئی ناف پر، اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا۔

پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دے دی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے ان (یہود) کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے۔ سو ان میں ایسی ...... حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو، تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئے گا۔ ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثوں پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی۔ جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں پر بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ ...... وہ ان کے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے ان کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا۔ اور اس سے انکار کر دیا تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے (۔) ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو۔ جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو۔ جو قرآن کے مطابق ہیں‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 26، 66)

اب یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ سنت اور حدیث کی تعریف اور مقام کیا ہے اور ان کی ضرورت کیا ہے؟ اس وضاحت کے بعد کسی قسم کی الجھن باقی نہیں رہتی اور کسی قسم کا اشکال پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر اوامر ونواہی یعنی احکام دئے ہیں جن کی تعمیل کی شکل کا سوال تھا۔ انبیاء سلف کے واقعات بیان فرمائے ہیں جن کی تشریح وتطبیق کا سوال تھا۔ کیونکہ ان میں آنیوالے واقعات کی خبر بھی تھی۔ پھر قرآن مجید میں جزاء وسزا کی تفصیلات اور مستقبل کی پیشگوئیاں مذکور ہیں جن کے بارے میں مختلف استفسارات

کے جوابات اور توضیح کی ضرورت تھی۔ غرض قرآن کریم کے ہر سہ قسم کے مضامین ایسے شارع پیغمبر کے وجود کے مقتضی تھے جو احکام کی تعمیل میں اسوہ حسنہ ہو۔ فیصلوں میں حکم ناطق ہو۔ واقعات انبیاء کی تفصیل بتانے میں کامل شارع اور افصح ہو۔ مستقبل کی پیشگوئیوں کے بارے میں سوالات کے جواب دینے میں اللہ تعالیٰ سے علم پاتا ہو۔ اسے ہر آن اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل ہو۔ چنانچہ یہی تمام اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے امت کا باپ قرار دیا ہے۔ اور آپ کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے الٰہی تعلیم کے مطابق قرآن مجید کی تشریح کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا منصب عطا فرمایا ہے فرماتا ہے:

اے رسول! ہم نے یہ قرآن تجھ پر نازل کیا ہے تا تو اس کو لوگوں کے سامنے پوری تشریح اور وضاحت سے بیان کرے اور تا وہ اسلام پر پوری طرح تدبر اور غور کرسکیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پوزیشن میں مبعوث فرمایا کہ اپنا کلام قرآن مجید آپ پر نازل فرمایا اس کے احکام کی تعمیل کے لئے آپ کو نمونہ بنایا۔ اس کے مشکلات کے حل کیلئے آپ کو مبّین اور شارح مقرر فرمایا۔ اور امت کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم مقرر فرمایا اس طرح سے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے پاکیزہ اقوال یعنی احادیث بھی امت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مقرر کردئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل واحسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو بسروچشم قبول کرتے ہیں اور آپ کی بات کو ماننے کے لئے پورے دل سے تیار رہتے ہیں۔

کہ مومنوں کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ سمعاً وطاعۃً کہہ کر حاضر ہوجاتے ہیں۔ یہی کامیاب ہوں گے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اور تقویٰ اختیار کریں گے وہی کامران ہوں گے۔

اس کے مقابل پر منافقین کا حال یہ تھا کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے اعراض کرتے تھے اور آپ کی بات ماننے سے گریزاں ہوتے تھے دوسری جگہ ان کے بارے میں فرمایا:

وہ منہ سے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا اور اطاعت گزار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک جماعت ان میں سے منہ پھیر لیتی ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ایک گروہ اعراض کرتا ہے۔

(النور 48-49)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور ہدایات کی پیروی کرنے والے مومنوں اور ان سے اعراض کرنے والے منافقوں کا الگ الگ رویہ اور طریق کار بتانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ہدایت واضح ہو جانے کے بعد جو لوگ رسول کی مخالفت کریں گے اور سبیل المومنین کو چھوڑ کر اور کسی طریق کو اختیار کریں گے تو انہیں اس اعراض کی سزا دی جائے گی۔ اور جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ جو ان کا برا اور بدترین ٹھکانہ ہوگا۔

ان آیات کی روشنی میں قرآن مجید کے بعد سنت اور حدیث کا مقام واضح ہے سنت رسول بڑی حد تک تواتر سے ثابت ہے اس لئے یقینی ہے۔ حدیث رسول بھی اگر تواتر سے ثابت ہو تو یقینی ہے لیکن چونکہ احادیث کو یہ تواتر حاصل نہیں، اس لئے ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے تھے یا نہیں؟ ان الفاظ کا یقینی طور پر فرمان نبوی کا ہونا محل بحث ہوتا ہے اس لئے ان کی صداقت کے لئے قرآن مجید کو اصلی کسوٹی اور سنت نبوی کو تابع کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔

جو عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور جو قول حضور علیہ السلام کا ثابت ہو وہ سراسر نور اور ہدایت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ رسول قولی اور اعتقادی گمراہی سے بھی پاک ہے اور عملی گمراہی سے مبرا ہے۔ اس پر قرآن مجید کا نزول محض وحی سے ہوا ہے۔ اور اس کا نطق اپنا نہیں ہے۔

پس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ثابت شدہ سنت نبوی اور ثابت شدہ قول نبوی بھی سرچشمہ ہدایت ہے مبارک وہ جو اس چشمہ زندگی سے پی کر دائمی زندگی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی لوگوں میں سے بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 8 تا 13 فروری 1959ء)

مکرم ظفر احمد ناز صاحب

رفقاء حضرت مسیح موعود کے از 313 میں سے ایک جلیل القدر رفیق

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

ولادت

آپ کا تاریخی نام ''انظار حسین'' تھا اور سال وفات ''وارث فردوس باش'' ہے آپ 1280ھ میں پیدا ہوئے اور 1360ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اس لحاظ سے 80 سال آپ کی عمر ہوئی۔

شکل وشمائل

چہرہ باوقار اور بہت خوبصورت، آنکھیں بڑی بڑی اور بہت روشن، پیشانی بہت اونچی جس سے ذہانت اور دقیق الفہمی عیاں تھی۔ داڑھی چھوٹی چھوٹی اور خوشنما، جسم سڈول اور مضبوط، آواز بہت شیریں۔ قرآن شریف بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ چہرہ ہر وقت شگفتہ اور متبسم رہتا تھا کہ گویا ایک لازوال خزانہ ہاتھ آ گیا ہے اور دنیا و مافیہا سے بے نیازی حاصل ہوگئی ہے، چہرے کی یہ شگفتگی ضعیف العمری، بیماری اور مرتے دم تک اسی طرح قائم رہی۔ رفتار میں تیزی کلام میں سلاست اور روانی۔ زبان بہت پاکیزہ بولتے تھے۔

وطن

آبائی وطن شہر مظفر نگر سے بیس میل کے فاصلہ پر بڈھانہ نامی ایک قصبہ ہے، لیکن دادا لطف اللہ صاحب اور آپ کے چچا فیض اللہ صاحب قصبہ باغپت میرٹھ میں ملازم تھے، اس لئے آپ کی پیدائش وہیں باغپت میں ہوئی اور اکثر تعلیم بھی وہیں پائی۔

تعلیم

سکول وکالج اس زمانہ میں نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے بھی مکتبی تعلیم ہی حاصل کی جو کہ سترہ سال کی عمر میں مکمل کی اور اس کے بعد کپورتھلہ آ گئے، کیونکہ آپ کے چچا حافظ احمد اللہ صاحب قصبہ سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں تحصیلدار تھے۔ ان کے ہاں اولاد نہ تھی اور وہ آپ کو اپنے بیٹے کی طرح محبوب جانتے تھے۔

ریاست کپورتھلہ میں آپ عدالت میں اپیل نویس مقرر ہوگئے اور اس میں ملازمت کی نسبت بہت آزادی تھی۔ اگرچہ آپ اس زمانے میں اپیل نویس مشہور تھے لیکن اس زمانے کے مجسٹریٹ آپ سے سررشتہ داری کا کام لیتے تھے اور آپ کی بجائے ایک اور شخص اپیل نویسی کا کام کرتا تھا جو آمدنی کا کچھ حصہ لے لیتا تھا اور اس طرح آپ جب چاہتے قادیان چلے آتے۔

اولاد وازواج

وفات کے وقت آپ کی اولاد و احفاد پچیس نفوس تھے۔ جبکہ آپ کے تینوں بھائی بے اولاد تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک محترمہ سیدہ بدرالنساء صاحبہ سے۔ ان کے والد میرٹھ کے تھے اور بالآخر مکہ چلے گئے تھے۔ دوسری شادی بڈھانہ کے اقارب میں محترمہ بتول بیگم سے ہوئی۔ دونوں شادیوں سے اولاد ہوئی۔

مطالعہ براہین احمدیہ اور بیعت

جب براہین احمدیہ چھپی تو حضرت مسیح موعود نے اس کا ایک نسخہ حاجی ولی اللہ صاحب کو بھیجا جو کپورتھلہ میں مہتمم بندوبست تھے اور منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کے چچا تھے۔ حاجی صاحب براہین احمدیہ کا نسخہ اپنے وطن قصبہ سرادہ ضلع میرٹھ میں لے گئے۔ وہاں عندالملاقات آپ کو وہ کتاب حاجی صاحب نے دے دی۔ جس کے پڑھنے سے آپ کو حضرت صاحب سے محبت ہوگئی۔ منشی اروڑا صاحب اور محمد خاں صاحب نے بھی کتاب کا مطالعہ کیا اور انہیں بھی محبت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ آپ جالندھر اپنے ایک رشتہ دار کو ملنے کے لئے گئے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب بھی کسی سفر کے اثناء میں جالندھر ٹھہرے وہاں ملاقات ہوئی اور اس کے بعد آپ کی آمدورفت قادیان شروع ہوگئی۔ یہ 85-1884ء کے قریب کا واقعہ ہے۔ آپ نے بہت دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور بیعت لے لیں۔ لیکن حضور نے انکار فرمایا کہ مجھے حکم نہیں ہے۔ جب لدھیانہ سے حضور نے بیعت کا اعلان فرمایا تو آپ کو اور محمد خاں صاحب اور منشی اروڑا صاحب کے نام ایک خط لکھا کہ آپ بیعت کے لئے کہا کرتے تھے۔ مجھے اب اذن الٰہی ہو چکا ہے۔ اس خط کے مطابق مذکورہ رفقاء نے لدھیانہ پہنچ کر بیعت کی۔

خدمت دین

جب آپ قادیان ہوتے تو حضور کی ڈاک اور جوابات کا لکھنا آپ کے سپرد ہوتا۔ حضرت صاحب اکثر اشتہار و مضامین بول کر آپ سے لکھواتے۔ جنگ مقدس یعنی آتھم والا مباحثہ بھی آپ کا لکھا ہوا ہے۔ اس طریق پر کہ حضرت صاحب تقریر فرماتے جاتے تھے اور آپ اور خلیفہ نورالدین صاحب جموں والے لکھتے جاتے خلیفہ صاحب موصوف بھی زودنویس تھے اس زمانے میں شارٹ ہینڈ وغیرہ نہیں تھا بلکہ زودنویسی کی بدولت بھی بہت سی خدمت کا موقعہ آپ کو ملا۔

حضرت مسیح موعود کے تقریباً ہر سفر میں آپ ساتھ رہے۔ حضور اپنے سفر کی اطلاع پیشتر سے دے دیتے تھے اور علاوہ ازیں کپورتھلہ کے رفقاء نے مرکز میں رہنے والے دوستوں کو پابند کیا ہوا تھا کہ وہ روز بروز حضور کے حالات اور الہامات لکھ کر بھیج دیا کرتے تھے۔ سفر میں حضور کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا۔ مخالفوں کی روش پر کڑی نظر رکھنا اور تمام حالات سے باخبر رہنا۔ ضروری خدمات کو از خود کسی کی فرمائش کے بغیر ادا کرنا ہر امر میں محتاط اور چوکس رہنا۔ حضور کے رفقاء کے یہ اوصاف تھے اور آپ کی روایات میں یہ امور جابجا نظر آتے ہیں۔

منشی صاحب صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے ہمیشہ پابند تھے۔ بڑھاپے میں بھی یہ معمول رہا۔ پنجوقتہ نماز باجماعت بیت الذکر میں پڑھتے تھے۔ یاد خدا ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ سادگی اور خاکساری ان کا طبعی وصف تھا۔ منشی صاحب نے ایک رسالہ بھی تصنیف کیا اور اسے شائع کیا۔ یہ ایک مقامی عالم شخص کے اعتراضات کے جوابات میں تھا۔ رسالے کا نام تھا ''عبدالرحمٰن بجواب مسیح قادیان'' معترض کی خوب خوب قلعی کھولی گئی تھی۔

آپ 313 رفقاء میں سے ہیں اور آپ کا نام نویں نمبر پر ہے۔

باقی صفحہ 6 پر

الف۔ شافی سیال

محترم محمود احمد شاہد صاحب بنگالی کی اعلیٰ ظرفی

خاکسار لجنہ اماء اللہ کراچی میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت بجا لا رہی تھی۔ اس زمانہ میں لجنات کے لئے ربوہ میں فضل عمر تعلیم القرآن کی کلاس لگا کرتی تھی اور پورے پاکستان سے بچیاں ربوہ ایک ماہ تک دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا کرتی تھیں۔ خاکسار نے تقریباً 20 بچیوں پر مشتمل گروپ تیار کروایا اور وہاں جو مربی صاحب تھے ان سے درخواست کی کہ بچیوں کے لئے سیٹیں بک کروا دیں۔ چنانچہ انہوں نے بخوشی یہ کام کر دیا۔ مگر بعض نوجوانوں نے بچیوں کی نازک ذمہ داری اٹھانے کے حوالے سے معذرت کر لی لیکن بعد میں افہام و تفہیم سے معاملہ حل ہو گیا۔

اسی زمانہ میں محترم محمود بنگالی صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ منتخب ہوئے تھے اور پہلی دفعہ کراچی دورے پر تشریف لائے۔ ایک دن میں اپنے گھر میں تھی کہ اطلاع ملی کچھ مہمان خاکسار سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور میں ان کو جانتی تک نہیں تھی۔ خیر ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔ خاکسار نے پردے کے پیچھے سے سلام عرض کی اور تشریف آوری کی وجہ دریافت کی تو محمود صاحب نے فرمایا کہ بعض نوجوانوں نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے لئے میں شرمندہ ہوں اور آپ سے معافی طلب کرنے آیا ہوں...... میں نے جب یہ کہا کہ آپ کا تو کوئی قصور نہیں ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ایک جگہ پر کام کرتے ہوئے ایسے چھوٹے موٹے واقعات ہو جاتے ہیں تو فرمایا نہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ خدام کی تربیت میں کمی ہے۔ میرے دل پر بڑا اچھا اثر پڑا۔

پھر جب خاکسار سالانہ اجتماع پر ربوہ گئی اور پوری مجلس عاملہ میرے ساتھ تھی تو مجھے آپ کی طرف سے دعوت نامہ موصول ہوا کہ کل دوپہر کا کھانا آپ نے مع مجلس عاملہ کے میرے گھر پر کھانا ہے۔ دیکھیں کتنی بڑی آپ کی اعلیٰ ظرفی تھی نہ جانے کس طرح انہوں نے معلوم کیا کہ میں ربوہ آئی ہوں اور مجلس عاملہ بھی ساتھ ہے بہرحال ہم سب آپ کے گھر حاضر ہوئے اور پُر تکلف کھانا کھایا اور آپ کی بیگم صاحبہ بہت پیار اور احترام سے ملیں۔

یہ تعلق و سلوک یہیں پر ختم نہ ہوا۔ جب بھی آپ کراچی تشریف لاتے میرے گھر پر ضرور آتے اپنی بیگم صاحبہ کو بھی ایک دفعہ گھر لائے۔ ایسے ہی جب بھی ہمارا ربوہ جانا ہوتا تو ضرور گھر بلاتے۔ کبھی ساگ اور مکئی کی روٹی کی دعوت ہوتی۔ کبھی مچھلی کی دعوت ہوتی یہ سلسلہ پھر چلتا ہی رہا۔ جب میں کراچی سے قصور شفٹ ہو گئی تب بھی ایک دفعہ جماعتی دورہ پر تشریف لائے۔ اس وقت بھی میرے پاس آئے۔

اس محبت و شفقت سے میرا دل لبریز رہتا ہے اور اب بھی یونہی آپ کی عظمت سے لبریز ہے۔ آسٹریلیا جا کر بھی اپنے اس تعلق کو قائم رکھا کبھی کبھی خط بھی آ جاتا۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے۔ پاکستان تشریف لائے اور بیت الذکر ٹھہرے تب بھی فون کیا کہ میں آیا ہوا ہوں اگر ملنے آسکتی ہو تو مل جاؤ۔ غرض کہ آخری دم تک تعلق رکھا وہ کسی نے ٹھیک کہا کہ ان کو تعلق بنانا بھی آتا اور تعلق نبھانا بھی آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بے انتہا شفقت محبت کا سلوک آپ سے فرمائے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے شفقت محبت کا سلوک رکھتے رہے۔ آمین

مکرمہ ریحانہ صدیقہ بھٹی صاحبہ

لاکھوں سیٹلائیٹ زمین کے گرد گھوم رہے ہیں

خلائی تاریخ بہت پرانی نہیں...... پچاس سال پہلے جب روس نے سپوٹنک اول (Sputnik1) خلاء میں بھیجا تھا، تو زمین کے ارد گرد کی خلاء سنسان اور انسان کے لیے ایک اجنبی جگہ تھی۔ یہ پہلا مصنوعی خلائی جہاز 4/ اکتوبر 1957ء کو چھوڑا گیا۔ لیکن آج اگر کسی سیٹلائیٹ سے لی گئی زمین کی تصاویر دیکھی جائیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران زمین کے قریب کی خلاء آمد و رفت کے لئے ایک مصروف جگہ ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں اس قدر خلائی جہاز بھیجے جا چکے ہیں کہ خلاء کے آلودہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔

اس وقت کتنے سیٹلائیٹ زمین کے گرد گھوم رہے ہیں؟

اس تعداد کا انحصار اس پر ہے کہ آپ سیٹلائیٹ کی تعریف کیا کرتے ہیں۔ اگر اس کی تعریف یہ کی جائے کہ ایک ایسا جسم جو ایک بڑے جسم کے گرد گھوم رہا ہو۔ تو اس سوال کا جواب ہوگا، لاکھوں...... لاکھوں سیٹلائیٹ اس وقت زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اس میں سپیس کرافٹ کے علاوہ، انسانوں کا پھینکا گیا کاٹھ کباڑ بھی شامل ہے، جس کو سپیس جنک کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ٹکڑے اندازاً 7.5 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہے ہیں۔ پینٹ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کا تصور کریں جو کہ 17 ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتا ہوا ایک سیٹلائیٹ سے ٹکرا جائے تو اس کا کیا حال کر سکتا ہے۔

غالباً بعض پڑھنے والوں کو فوم کا وہ چھوٹا ٹکڑا یاد آ گیا ہوگا جو کچھ عرصہ قبل سپیس شٹل ڈسکوری سے ٹکرایا تھا اور ڈسکوری زمین پر اترنے سے چند منٹ پہلے عملے کے سات افراد سمیت ہوا میں بکھر گئی تھی۔

سیٹلائیٹ کی ایک دوسری تعریف کچھ اس طرح کی جا سکتی ہے: ایک ایسا ٹرانسپورٹ جو کہ زمین کے گرد گھومنے کے لیے بنایا گیا ہو۔

اس تعریف کی رو سے خلاء میں سیٹلائیٹ کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں صرف سپیس کرافٹ شامل ہیں اور وہ باقیات شامل نہیں ہیں جو زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔ Goddard Space Flight سنٹر کی رپورٹ کے مطابق 2271 سیٹلائیٹ اس وقت زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ روس کے سیٹلائیٹ خلاء میں ہیں۔ جن کی تعداد 1324 ہے اس کے بعد امریکہ کا نمبر ہے جن کی تعداد 658 ہے اس وقت تک 1071 آپریشنل سیٹلائیٹ زمین کے گرد گھوم رہے ہیں جن میں سے پچاس فیصد امریکہ کے ہیں۔

ان میں سے آدھے سپیس کرافٹ زمین کے قریب کے مدار میں ہیں یعنی زمین سے صرف چند سو کلومیٹر اوپر۔ بیس فیصد کے قریب درمیان کے مدار میں ہیں جو کہ بیس ہزار کلومیٹر کے فاصلے پہ ہے یہ عموماً navigation کے کام آتے ہیں۔ اور بہت تھوڑے سے بیضوی (Elliptical) مدار میں ہیں جو کہ زمین سے قریب اور دور ہوتے رہتے ہیں۔

باقی تمام geostationary مدار میں ہیں جو کہ قریباً چھتیس ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ اگر ہم زمین کی سطح سے ان کو دیکھیں تو یہ ساکن دکھائی دیں گے۔ یہ جغرافیائی لحاظ سے ایک ہی جگہ پر رہتے ہیں اور ٹیلی کمیونیکیشن، براڈ کاسٹ یا موسمی آبزرویشن کے لیے بہترین پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ زمین کے گرد بہت سے مصنوعی object گھوم رہے ہیں۔ مثلاً استعمال شدہ بوسٹر، مردہ سیٹلائیٹ، یہاں تک کہ گمشدہ دستانے بھی ہماری زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق دس سینٹی میٹر سے بڑے اکیس ہزار سے زائد اشیاء ہماری زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔ اور ایک سینٹی میٹر سے دس سینٹی میٹر تک کی پانچ لاکھ اشیاء زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔

اگر سیٹلائیٹ سے لی گئی تصاویر کو دیکھا جائے تو اندازہ ہو سکتا ہے کہ زمین کے قریب کا مدار کس قدر آلودہ ہو چکا ہے۔ اس لیے انٹرنیشنل سپیس سٹیشن کو کسی خطرناک ٹکڑے سے بچنے کے لئے اکثر اوقات اپنی جگہ تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ سائنس دان پریشان ہیں کہ مستقبل میں خلائی سفر بہت خطرناک ہو جائے گا۔ اگر اسی طرح کوڑا کرکٹ خلاء کو آلودہ کرتا رہا تو ہمیں شائد خود کو مضبوط دھات کے بنے شیلڈ پہن کر انتیس ہزار کلومیٹر کی رفتار سے سفر کرنا پڑے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ از صفحہ 5: حضرت منشی ظفر احمد صاحب

آخری بیماری اور وفات

55 سال کی عمر میں آپ اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے اور آخر منشی صاحب ہجرت کر کے قادیان آگئے اور سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئے۔

وفات سے ایک سال قبل آپ نے ذکر کیا کہ میں نے خود کو رؤیا میں مسیح موعود کے پاس دیکھا اور اب میرا آخری وقت قریب ہے اس کے بعد آپ گویا چلنے کی تیاری میں رہتے۔ 15/ اگست 1941ء کو آپ بیمار ہوئے پیچش اور دست کا عارضہ تھا۔ پھر قے اور ہچکی شروع ہوئی۔ ہر قسم کا علاج کیا گیا۔ لیکن حالت روز بروز کمزور ہوتی گئی اور بالآخر 20/ اگست 1941ء کی صبح وفات پا گئے۔

ملازمت کے متعلق ایک واقعہ

آپ فرماتے تھے میں ایک دفعہ حضور کے پاؤں دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ ”حضور مجھے اپیل نویسی ہی رہنے دینا ہے“۔ حضور نے فرمایا: اس میں آزادی ہے آپ اکثر ہمارے پاس آ جاتے ہیں اور زیادہ عرصہ آپ کو ہمارے پاس رہنا میسر ہے۔

پھر وقفہ کے بعد حضور نے فرمایا: اچھا یوں ہو کہ منشی اروڑا صاحب کسی اور ملازمت پر چلے جائیں اور آپ ان کی جگہ پر ملازم ہو جائیں۔

خدا کی شان کہ یہ بات من و عن پوری ہوئی۔ حضور کی زندگی میں آپ اپیل نویس ہی رہے اور حضور کی خدمت میں کثرت سے حاضر باشی کا موقعہ ملتا رہتا۔ حضور کے وصال کے بعد کا واقعہ ہے کہ منشی اروڑا صاحب نائب تحصیلدار ہو گئے اور منشی ظفر احمد صاحب مستقل طور پر سررشتہ دار ہو گئے۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

IELTS کلاسز کا اجراء

نظارت تعلیم کے تحت IELTS کی ٹریننگ کلاسز کا آغاز ہو رہا ہے۔ یہ کلاسز مورخہ یکم فروری 2015ء سے شروع ہوں گی پہلے موصول ہونے والی درخواستوں کو داخلہ جات میں ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند طلباء وطالبات داخلہ کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ کوائف ielts@nazarattaleem.org پر بھجوا کر رجسٹر ہوں۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں۔

فون نمبر: 047-6212473,6215448

(نظارت تعلیم)

کامیابی

۞ مکرم مقصود احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ دفتر نمائش کمیٹی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھانجی مکرمہ طیبہ مقبول ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ملک مقبول مبارک صاحب نے سال 2014ء میں آغا خان یونیورسٹی میڈیکل کالج کراچی سے M.B.B.S کے فائنل امتحان میں پانچ مضامین سرجری، سائیکالوجی، اناٹمی، بائیوکیمسٹری اور مائیکرو بایولوجی میں آنرز ایوارڈ حاصل کیا ہے اور اعلیٰ کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کامیابی مبارک فرمائے اور آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

نکاح

۞ مکرمہ حامدہ نعیم صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم احمد صاحب معلم وقف جدید ربوہ اطلاع دیتی ہیں۔

ان کی بیٹی مکرمہ انیسہ نعیم صاحبہ کے نکاح کا اعلان مورخہ 23 جنوری 2015ء کو ہمراہ مکرم آفاق احمد شیخ صاحب مقیم جرمنی ابن مکرم اشفاق احمد صاحب (المعروف اشفاق سائیکل ورکس ربوہ) مکرم محمد ابراہیم صاحب بھامبڑی نے سات ہزار یورو حق مہر پر بیت اقبال دارالنصر غربی ربوہ میں بعد از نماز عصر پڑھا۔ مکرمہ انیسہ نعیم صاحبہ مکرم سردار علی صاحب مرحوم سابق صدر 84 فتح بہاولپور کی پوتی اور اسی طرح مکرم آفاق احمد صاحب شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کے نواسے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم رانا سلطان احمد خان صاحب مینیجر ماہنامہ خالد وتشحیذ الاذہان ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا عبدالمجید خان صاحب سابقہ زعیم مجلس انصاراللہ باب الابواب ربوہ مورخہ 18 جنوری 2015ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ بعد از نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن نے پڑھائی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم محمود احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ مرحومہ صابر وشاکر، بے نفس، خاموش طبع، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی مدد کرنے والی جماعتی پروگراموں میں حصہ لینے والی خلافت احمدیہ کی شیدائی، متقی، پرہیزگار، غریب پرور اور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔ مرحومہ نے سوگواران میں خاوند محترم رانا عبدالمجید صاحب 2 بیٹے مکرم رانا عبدالواحد صاحب باب الابواب شرقی، مکرم رانا طاہر احمد صاحب آف جرمنی اور چار بیٹیاں عزیزہ نویدہ مجید اہلیہ مکرم رانا یاسر محمود صاحب آف کراچی مکرمہ فرخندہ مجید صاحبہ اہلیہ مکرم عمران احمد صاحب جرمنی، مکرمہ درثمین مجید صاحبہ اہلیہ مکرم رانا راشد احمد صاحب آف جرمنی، ایک نواسی، دو پوتے اور چار پوتیاں اور دو بھائی مکرم رانا حفیظ احمد صاحب آف لندن اور مکرم رانا وحید احمد صاحب آف اوکاڑہ یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ ظل ہما صاحبہ پرنسپل مریم گرلز سیکنڈری سکول دارالنصر وسطی ربوہ غیر شادی شدہ ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہماری اس عزیزہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے ان کی اولاد کو خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور نیک یادوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا کرے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم افتخار احمد صاحب دارالنصر وسطی تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد مکرم ٹھیکیدار احمد دین صاحب ولد مکرم امام دین صاحب دارالنصر وسطی علیل ہیں۔ اور اس وقت طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے CCU میں داخل ہیں۔ نیز میرا بیٹا عزیزم ابدال احمد بعمر تین سال ایک موذی مرض کی وجہ سے علیل ہے اور اس وقت چلڈرنز ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

تربیتی سیمینار

۞ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب امیر جماعت ضلع حافظ آباد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ کے فضل وکرم سے امارت ضلع حافظ آباد کے تحت مورخہ 9 جنوری 2015ء کو ضلعی تربیتی سیمینار زیر صدارت مکرم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ بمقام مانگٹ اونچا منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر لئیق احمد عابد صاحب وکیل صنعت وتجارت نے بھی تقریر فرمائی۔ نیز ایک مجلس سوال وجواب کا بھی انعقاد ہوا۔ اس سیمینار کی کل حاضری 135 رہی۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم محمد مدثر صاحب انسپکٹر تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم ماسٹر محمد شریف تنویر صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد اسماعیل خان صاحب آف ننکانہ صاحب حال مقیم دارالیمن غربی شکر ربوہ مورخہ 26 جنوری 2015ء کو کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ نماز جنازہ اسی روز بعد نماز مغرب بیت المبارک ربوہ میں مکرم کرامت اللہ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ جبکہ تدفین کے بعد مکرم لقمان احمد صاحب وکیل المال اول نے دعا کروائی۔ خاکسار کے والد پیدائشی احمدی تھے۔ ہمارے خاندان میں احمدیت کا نفوذ 1938ء میں میرے والد صاحب کے تایا جان ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آف دہلوی سے ہوا۔ بیعت کرنے کے بعد ہمارے خاندان کے افراد نے دہلی سے احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے قادیان دارالامان ہجرت کی۔ قیام پاکستان کے بعد خاکسار کے خاندان نے ننکانہ صاحب میں مستقل رہائش اختیار کر لی دادا جان کی طرح میرے والد صاحب بھی گورنمنٹ سکول ننکانہ صاحب میں بطور استاد کافی عرصہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مخالفت کی وجہ سے میرے والد صاحب بمعہ فیملی 1990ء میں ربوہ شفٹ ہو گئے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ نیک، خادم سلسلہ خاموش طبع، ملنسار، خوش مزاج، محبت کرنے والے اور دعا گو انسان تھے۔ خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ والد صاحب کو مدرسۃ الحفظ ربوہ میں کچھ عرصہ بطور کارکن خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم نے سوگواران میں 2 بھائی مکرم ڈاکٹر نعیم احمد خان صاحب آف کینیڈا، مکرم بشارت احمد خان صاحب (ڈش ماسٹر) چار بہنیں، اہلیہ، آٹھ بیٹے نیز پوتے پوتیاں، پڑپوتے پڑپوتیاں چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز تمام اہل خانہ کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔ آمین

افتتاح ہیومینٹی فرسٹ انسٹیٹیوٹ یوگنڈا

۞ مکرم ندیم احمد سعید صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 17 دسمبر 2014ء کو ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کے زیر اہتمام چلنے والے انسٹیٹیوٹ کے نئے کیمپس کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ ادارہ Budaka ٹاؤن میں خدمت سرانجام دے رہا ہے جو Mbale شہر سے 27 کلومیٹر Mbale Kampala ہائی وے پر واقع ہے۔ اس سے قبل یہ ادارہ کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہا تھا۔ یوگنڈا کی گورنمنٹ نے اس بلڈنگ سے ملحقہ زمین کا آٹھ ایکڑ پر مشتمل ایک قطعہ ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کو Development کے لئے پیش کیا۔ اس قطعہ زمین پر تین سال کے عرصہ میں 4 عمارتیں تعمیر کی گئیں۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی کیلئے یوگنڈا کے صدر General Kaguta Museveni کو مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن بعض ذاتی مصروفیات کے باعث وہ خود تو تشریف نہ لا سکے لیکن انہوں نے اپنے نمائندہ کے طور پر ڈپٹی وزیر اعظم General Moses Ali کو بھجوایا۔ ان کے علاوہ دیگر مہمانان میں منسٹر آف سیکیورٹی، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ آفیسرز، سیکیورٹی آفیسرز، طلباء اور ان کے والدین اور ٹاؤن کے دیگر معززین بھی شامل تھے۔

یہ تقریب احسن طریق پر اختتام پذیر ہوئی۔ مہمان خصوصی اور دیگر مقررین نے جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی اس کاوش کو بہت سراہا۔ یوگنڈا کے نیشنل T.V اخبارات اور ریڈیوز نے بہت اچھے الفاظ میں اس خبر کو نشر کیا۔ اور اس Development کو علاقے میں تعلیم کے فروغ کے لئے ایک احسن قدم قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح رنگ میں مخلوق کی خدمت کی توفیق دے اور ہم خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

☆..........☆..........☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز گولبازار
الفضل جیولرز ربوہ
فون دکان: 047-6215747
رہائش: 047-6211649
میاں غلام مرتضیٰ محمود

محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ کی وفات

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب مربی سلسلہ دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ اہلیہ محترم مولانا محمد اسماعیل دیالگڑھی صاحب مرحوم مربی سلسلہ مورخہ 26 جنوری 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 91 سال کی عمر میں بقضاء الٰہی وفات پا گئیں۔

مرحومہ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹوں کے بیرون ملک سے آجانے کے بعد مورخہ 28 جنوری 2015ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ نے پڑھائی۔ مرحومہ نے 1943ء میں وصیت کی تھی۔ بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ حضرت چوہدری حکم دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بہو محترم محمد بخش صاحب مرحوم سیکرٹری مال دارالنصر شرقی ربوہ کی صاحبزادی اور محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

آپ 7/اگست 1923ء کو پیدا ہوئیں۔ مرحومہ نے اپنے والد صاحب کے ہمراہ 1929ء میں سلسلہ احمدیہ میں شرکت کی توفیق پائی اور آخری سانسوں تک بڑی وفا، اخلاص اور محبت کے ساتھ اس عہد بیعت کو نبھایا۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور کسی لمحہ بھی اس میں کمی نہیں آنے دی۔ خلافت کے ساتھ عشق و محبت کا ایسا لافانی تعلق تھا کہ اس کے مقابل پر ہر چیز ہیچ نظر آتی تھی۔

آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، قرآن کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی، منکسر المزاج، ہمدرد، محبت کرنے والی، ملنسار اور نیک خاتون تھیں۔ قرآن سے بہت محبت تھی اور بچوں کو اس وقت تک ناشتہ نہ دیتی تھیں جب تک وہ تلاوت قرآن نہ کر لیں۔ آپ صاحب الرؤیا، مستجاب الدعوات نیز سادگی اور قناعت کا پیکر تھیں۔ والد صاحب کی آپ اہلیہ ثانی تھیں اور اس وقت ابا جان کی دو بیٹیاں اور 3 یتیم بھتیجیاں (جن کے والدین وفات پا گئے تھے) زیر کفالت تھیں۔ اسی طرح ساس اور سسر بھی ضعیف تھے۔ والدہ صاحبہ نے چھوٹی عمر میں کمال ہمت، صبر اور ضبط سے اس بھرے گھرانہ کے امور خانہ داری کو سنبھالا۔ آپ نے کچھ بچوں کی کم عمری میں اور دو دامادوں کی وفات کا غم اور بڑی بیٹی محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ نصیر آباد ربوہ اہلیہ مکرم ملک سلطان علی صاحب ربوہ کی وفات کا دکھ بھی سہا۔ ہمیشہ صبر و تحمل اور مکمل ضبط کے ساتھ خدا کی رضا پر راضی رہیں اور اس کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔

پارٹیشن کے وقت ابا جان کی تقرری لکھنؤ میں تھی۔ آپ ایک بیٹے، بیٹی اور ضعیف العمر سسر کے ہمراہ بورڈنگ ہاؤس میں منتقل ہوگئیں۔ وہیں آپ کا بیٹا وفات پا گیا اور بڑی تکلیف اٹھا کر پاکستان پہنچیں۔ ابا جان اگلے سال مارچ میں پاکستان ہجرت کر آئے۔

والد صاحب کے ساتھ جہاں بھی رہیں وہاں جماعتی خدمات کی توفیق بھی پاتی رہیں اور لجنہ کی فعال رکن رہیں۔ ربوہ رہائش پذیر ہونے پر آپ کو دارالنصر کے محلّہ کی پہلی صدر لجنہ اماء اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ دارالرحمت غربی میں رہائش اختیار کرنے کے بعد اس محلّہ کی سیکرٹری تحریک جدید اور وقف جدید لجنہ کے طور پر بھی خدمات کی توفیق لمبا عرصہ تک ملتی رہی اور کئی دفعہ ان شعبہ جات میں ربوہ میں پوزیشن بھی حاصل ہوتی رہی۔

مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں اور اول وقت میں ادائیگی کو ترجیح دیتیں۔ روزنامہ الفضل، کتب حضرت مسیح موعود اور جماعتی رسائل کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کرتی تھیں برطانیہ اور جرمنی کے جلسوں میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں تین بھائی، تین بہنیں، 5 بیٹے مکرم چوہدری محمد نفیس صاحب سابق مینیجر حبیب بینک لمیٹڈ ربوہ حال برطانیہ، مکرم محمد انیس صاحب صدر جماعت اولپے جرمنی، مکرم محمد ادریس صاحب صدر جماعت کہکشاں کالونی ربوہ، خاکسار، مکرم محمد جلیس صاحب سیکرٹری تعلیم فلورس ہائیم جرمنی، چار بیٹیاں مکرمہ نسیم فرحت صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ تحریک جدید ربوہ اہلیہ محترم حافظ عبدالحفیظ صاحب مرحوم مربی فجی، مکرمہ عظمت شاہین صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ ویزبادن اہلیہ مکرم محمد اعظم چوہدری صاحب سیکرٹری مال لوکل امارت ویزبادن جرمنی، مکرمہ شوکت محمود صاحبہ سابقہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ دارالبرکات ربوہ زوجہ مکرم محمود احمد صاحب شکور پارک ربوہ اور مکرمہ انیسہ ثروت صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ دارالرحمت غربی نمبر 1 اہلیہ مکرم عبدالمجید صاحب مرحوم آف بہاولپور یادگار چھوڑی ہیں۔ والدہ صاحبہ کی بیماری میں محترمہ انیسہ ثروت صاحبہ کو بہت زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

آپ کا ایک بیٹا، ایک پوتا اور تین نواسے مربیان سلسلہ ہیں جبکہ چار نواسیاں بھی مربیان سے بیاہی گئی ہیں۔ اسی طرح پانچ پوتے اور تین نواسے تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو ان کی نیکیاں جاری رکھتے ہوئے صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Wifi کے چھوٹے بچوں کے دماغ پر اثرات

لندن کی ایک تازہ تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ وائی فائی کے سگنلز بچوں کیلئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ نومولود کیلئے یہ سگنلز زہر قاتل ثابت ہوتے ہیں۔ Journal of Microscopy and Ultrastructure میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے سگنلز سے بچائیں، ایسے سگنلز بچوں کیلئے بالعموم اور ماں کے پیٹ میں موجود بچوں کیلئے بالخصوص خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ تحقیق کاروں کے مطابق بڑوں کی نسبت بچوں کے دماغ وائی فائی اور موبائل کی شعاعوں کو زیادہ جذب کرتے ہیں۔ (روزنامہ دنیا 17 جنوری 2015ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 30۔جنوری

طلوع فجر	5:39
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	5:42

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

30 جنوری 2015ء

5:40 am	حضور انور کا بیت خدیجہ کا افتتاح اور خطاب 16۔اکتوبر 2008ء
8:50 am	ترجمۃ القرآن کلاس 10 فروری 1998ء
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	حضور انور کا دورہ بھارت 28 نومبر 2008ء
1:20 pm	راہ ہدیٰ
6:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2015ء

کار برائے فروخت

سوزوکی سوفٹ (Suzuki Swift) ماڈل 2011 انجن 1328 سی سی، رنگ: گرے بہترین کنڈیشن میں برائے فروخت ہے۔ صرف 20 ہزار کلومیٹر چلی ہے۔ خواہشمند احباب درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

موبائل نمبر: 0334-6366505

نئے سال کا نیا کھیل۔ لبرٹی فیبرکس پے لگ گئی سیل۔ لگ گئی۔ لگ گئی۔ سیل۔ سیل

لبرٹی فیبرکس

اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ پاکستان 0092-47-6213312

قابل علاج امراض

ہیپاٹائٹس۔ شوگر۔ بلڈ پریشر

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے)

عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ فون: 047-6211510 0344-7801578

گرینڈ سیل میلہ

مورخہ 31 جنوری تا 10 فروری تمام لیڈیز، جینٹس اور بچوں کے جوتوں کی قیمتوں میں غیر معمولی کمی

مردانہ جوگر	بچوں کے جوگر	لیڈیز جوتے
600/-	250/-	300/-
750/-	350/-	400/-
850/-		500/-

مس کولیکشن

اقصیٰ روڈ ربوہ

حامد ڈینٹل لیب حامد احمد (ڈینٹل ہائیجنسٹ)

تمام جراثیم سے پاک آلات

تمام اقسام کی فلنگ پر 50% ڈسکاؤنٹ

یادگار روڈ بالمقابل دفتر انصار اللہ ربوہ

رابطہ: 0345-9026660, 0336-9335854

سپیڈ اپ کارگو سروسز

مناسب ریٹ تیز ترین سروس

Fedex اور DHL کی سہولت

پورے پاکستان سے سامان پک کرنے کی سہولت

عوام کی سہولت کے لئے اتوار کو بھی کھلا رہے گا

پروپرائٹر: چوہدری محمد اجمل شاہد 047-6214269

مسرور پلازہ اقصیٰ چوک ربوہ 0310-7968200

کلاسیکا پٹرولیم احمد نگر

احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ

معیار اور مقدار میں۔ ایک نیا نام

با اخلاق عملہ۔ ٹک شاپ کی سہولت

24 گھنٹے نان اسٹاپ سروس

0331-6963364, 047-6550653

FR-10

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

انٹرنیشنل موٹرز لاہور

تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات دستیاب ہیں